روزہ میں انجکشن یاڈریپ لگوانے کا حکم

آج کل بعض لوگوں کو کسی بیماری یا کمزوری وغیرہ کے باعث، یا کسی اور وجہ سے روزہ کی حالت میں انجکشن (Injection)، ٹیکہ (Vaccine) یا ڈریپ (Drip) لگوانے کی ضرورت پیش آجاتی ہے، جس پر بعض لوگوں کو تشویش لاحق ہوتی ہے، اور اس پر ایک دوسرے سے اختلاف اور بحث ومباحثہ کی نوبت آتی ہے، اس لیے اس کا مختصر اور سہل انداز میں شرعی وفقہی حکم بیان کیا جاتا ہے۔

سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ہُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّہُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ وَعَفَا عَنۡکُمۡ فَالۡئٰنَ بَاشِرُوۡہُنَّ وَابۡتَغُوۡا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمۡ وَکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الۡخَیۡطُ الۡاَبۡیَضُ مِنَ الۡخَیۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیۡلِ (سورة البقرة، رقم الآية ١٨٧)

ترجمہ: حلال کردیا گیا تمہارے لیے روزوں کی رات میں جماع کرنا اپنی عورتوں سے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ کو علم ہے کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے، پس اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی، اور اس نے تمہیں معاف کردیا، پس اب تم ان (عورتوں) سے مباشرت کرو، اور طلب کرو وہ چیز، جو اللہ نے تمہارے لیے لکھدی ہے، اور کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ تمہارے لئے فجر کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر ہوجائے، پھر روزوں کو رات تک پورا کرو (سورہ بقرہ)

اس آیت میں روزہ رکھنے والوں کے لیے رات کے وقت طلوعِ فجر ہونے سے پہلے

''مباشرت'' کرنے اور کھانے اور پینے کی اجازت دی گئی ہے، اور طلوعِ فجر سے لے کر رات ہونے، یعنی غروب تک روزہ پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ طلوعِ فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک مباشرت کرنے اور کھانے پینے سے اجتناب کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اَلْإِفْطَارُ مِنَ الطَّعَامِ، وَالشَّرَابِ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۹۵۶۶) [1]

ترجمہ: روزہ کھانے اور پینے سے ٹوٹتا ہے (طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ جماع کے علاوہ اکل وشرب اور طعام وشراب سے روزہ ٹوٹتا ہے، بشرطیکہ عمداً ہو، کیونکہ بھول کر اکل وشرب سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ (مسلم، رقم الحدیث ۱۱۵۵ "۱۷۱" کتاب الصیام، باب أکل الناسی وشربه وجماعه لا یفطر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ بات بھول جائے کہ وہ روزے سے ہے، پھر وہ کچھ کھا یا پی لے، تو وہ اپنے روزے کو پورا کرلے، پس اس کو اللہ تعالیٰ کھلاتے پلاتے ہیں (اور اس وجہ سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) (مسلم)

معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر اکل وشرب یعنی کھانے پینے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔

اور کھانے پینے کا فطری راستہ ''منہ'' ہے، اور ناک کا سوراخ بھی حلق میں اترتا ہے، لیکن روزے کی حالت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی اجازت دی گئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ صرف منہ اور ناک میں کوئی چیز جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جب تک کہ وہ حلق

---

[1] قال الهيثمي: وعبد الله بن مرداس لم أجد من ذكره، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، باب فيمن أصبح جنبا وهو يريد الصوم)

سے نیچے نہ پہنچ جائے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انجکشن یا ٹیکہ جیسی چیزیں ایجاد نہیں ہوئی تھیں، اس لیے ان چیزوں سے روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا قرآن وسنت میں صراحتاً ذکر نہیں ملتا۔

لیکن شریعتِ مطہرہ نے جن چیزوں کا ذکر فرمایا ہے، ان سے ہر طرح کے جدید مسائل کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے، البتہ بعض مسائل کا حکم معلوم کرنے کے لیے اجتہاد اور غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے، اور مختلف اہلِ علم واہلِ فقہ حضرات کے اجتہاد اور غور وفکر کی صلاحیت مختلف ہوا کرتی ہے، اس لیے بعض مسائل میں اہلِ علم واہلِ فقہ حضرات کا اختلاف ہوجاتا ہے، نیز مختلف فقہائے کرام ومجتہدینِ عظام نے جو اصول وقواعد یا مسائل بیان فرمائے ہیں، ان کے متبعین ومقلدین کی طرف سے ان کی اتباع وتقلید کی وجہ سے بھی بعض مسائل میں اختلاف رونما ہوجاتا ہے۔

مثلاً کسی کی نظر وتحقیق میں بدن کا کوئی حصہ، جسم کے اندر کسی چیز کے جانے کا معتبر ومستقل منفذ وراستہ شمار ہوتا ہے، جس کی بناء پر وہ اس سے کسی چیز کے جسم میں داخل ہونے کو روزہ کے لیے مفسِد قرار دیتا ہے، اور دوسرے کے نزدیک وہ حصہ اس حیثیت کا حامل نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے وہ اس کو روزہ کے لیے مفسِد قرار نہیں دیتا، نیز ایک شخص کوئی حکم دوسرے کی تقلید واتباع میں بیان کرتا ہے، اور دوسرا شخص تحقیق کرکے اس کا حکم بیان کرتا ہے، جس کی وجہ سے دونوں کی آراء مختلف ہوجاتی ہیں۔

اس کے بعد عرض ہے کہ روزہ کی حالت میں وضو اور غسل کرنے اور وضو اور غسل کے دوران کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے اور اسی طرح سے روزہ کی حالت میں مسواک کرنے اور آنکھوں میں سُرمہ لگانے کا احادیث وروایات میں ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ

عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں نے آج بڑا کام کرلیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ نے عرض کیا کہ میں نے روزہ کی حالت میں (زوجہ کا) بوسہ لے لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَرَأَيْتَ لَوْ تَمَضْمَضْتَ بِمَاءٍ وَأَنْتَ صَائِمٌ ؟قُلْتُ: لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَفِيْمَ ؟ (مسنداحمد، رقم الحدیث ۱۳۸) [1]

ترجمہ: اگر آپ پانی کی کلی کر لیتے، تو کیا ہوتا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس وقت تو کوئی حرج نہیں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں کلی کرنا اور منہ میں پانی لے جانا منع نہیں، بشرطیکہ اس پانی کو نگلا نہ جائے، اور حدیث میں وضو کے وقت کی کوئی قید نہیں، اس لئے وضو کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی کلی کرنا جائز ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ مَا لَا أَعُدُّ، وَلَا أُحْصِيْ ، وَهُوَ صَائِمٌ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۶۸۸) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کی حالت میں اتنی مرتبہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جس کا میں شمار نہیں کرسکتا (مسند احمد)

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا (سنن أبی داوٗد، رقم الحدیث ۲۳۶۶، کتاب الصوم، باب الصائم یصب

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعیب الارنؤوط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

علیہ الماء من العطش ویبالغ فی الاستنشاق) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ (وضو کے دوران) ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کریں، مگر یہ کہ آپ روزہ دار ہوں (ابوداؤد، ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کو وضو کے دوران کلی کرنے کی طرح ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے، لیکن ناک کے ذریعہ سے پانی زیادہ اندر لے جانا اور بالفاظِ دیگر مبالغہ کرنا منع ہے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں پانی ناک کے حلق میں اترنے والے سوراخ کے واسطہ سے پیٹ میں داخل ہوسکتا ہے۔

حضرت عبیداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۲۳۷۸، کتاب الصوم، باب فی الکحل عند النوم للصائم) [2]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے (ابوداؤد)

اور یہ بات معلوم ہے کہ وضو اور غسل کرنے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے اور مسواک کرنے سے مسامات کے ذریعے پانی کا جسم کے اندر سرایت کرنا ممکن ہوتا ہے، اور اسی طرح آنکھوں میں سرمہ ڈالنے سے بھی اس کے اثرات حلق میں اور اس کے واسطے سے پیٹ میں پہنچنے کا امکان ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود روزے کی حالت میں نہ تو وضو اور غسل کرنے سے منع کیا گیا، اور نہ ہی وضو اور غسل کے دوران کلی کرنے، اور مسواک کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے سے منع کیا گیا، اور نہ ہی غسل کے دوران کانوں کے سوراخ بند کرنے، اور اسی طرح ناف کا سوراخ بند کرنے کا حکم دیا گیا، اور نہ ہی آنکھوں میں سرمہ لگانے سے منع کیا گیا۔

جس سے یہ بات کافی حد تک واضح ہوجاتی ہے کہ روزے کی حالت میں شرعاً مسامات کے

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح (حاشیة سنن ابی داؤد)

[2] قال شعیب الارنؤوط: حسن موقوفاً (حاشیة سنن ابی داؤد)

ذریعے کسی چیز کے اندر داخل ہونے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ ۱
البتہ کوئی ایسا عمل کرنا، جو بذاتِ خود روزہ فاسد ہونے کا سبب تو نہ ہو، لیکن اس کی وجہ سے روزے میں بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی حکمت متاثر ہوتی ہو، اس کو بلا عذر مکروہ قرار دیا جائے گا، اور عذر کی صورت میں کراہت بیان نہ کی جائے گی، جیسا کہ شریعت کے اور بہت سے احکام کا معاملہ ہے۔ ۲
کیونکہ روزہ جہاں عبادت ہے، وہاں اس سے یہ بھی مقصود ہے کہ روزہ کی حالت میں بھوکا پیاسا رہ کر نفس پر قابو حاصل ہو اور تقویٰ حاصل ہونے میں مدد ملے۔ ۳

---

۱ (قوله :وإن وجد طعمه فى حلقه) أى طعم الكحل أو الدهن كما فى السراج وكذا لو بزق فوجد لونه فى الأصح بحر قال فى النهر؛ لأن الموجود فى حلقه أثر داخل من المسام الذى هو خلل البدن والمفطر إنما هو الداخل من المنافذ للاتفاق على أن من اغتسل فى ماء فوجد برده فى باطنه أنه لا يفطر وإنما كره الإمام الدخول فى الماء والتلفف بالثوب المبلول لما فيه من إظهار الضجر فى إقامة العبادة لا؛ لأنه مفطر .اهـ .وسيأتى أن كلا من الكحل والدهن غير مكروه وكذا فى الحجامة إلا إذا كانت تضعفه عن الصوم(رد المحتار على الدر المختار، ج٢،ص٣٩٦، كتاب الصوم،باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده)

وما يدخل من مسام البدن من الدهن لا يفطر هكذا فى شرح المجمع.

ومن اغتسل فى ماء وجد برده فى باطنه لا يفطر هكذا فى النهر الفائق.

ولو أقطر شيئا من الدواء فى عينه لا يفطر صومه عندنا، وإن وجد طعمه فى حلقه، وإذا بزق فرأى أثر الكحل، ولونه فى بزاقه عامة المشايخ على أنه لا يفسد صومه كذا فى الذخيرة، وهو الأصح هكذا فى التبيين(الفتاوى الهندية، ج١،ص٢٠٣، كتاب الصوم،الباب الرابع)

۲ (قوله: وكره مضغ علك) نص عليه مع دخوله فى قوله وكره ذوق شىء ومضغه بلا عذر؛ لأن العذر فيه لا يتضح، فذكر مطلقا بلا عذر اهتماما رملى .قلت: ولأن العادة مضغه خصوصا للنساء؛ لأنه سواكهن كما يأتى فكان مظنة عدم الكراهة فى الصيام لتوهم أن ذلك عذر (ردالمحتار، ج٢ص٤١٦، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده)

۳ وفى النهاية: تلك حكمة لا علة لما ذكرنا من دوران وجوب الإحداد بفوات نعمة النكاح، والحكم يدور مع العلة لا الحكمة لما عرف فى مسألة الاستبراء(فتح القدير ، ج٤ص٣٤٢، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل وعلى المبتوتة والمتوفى عنها زوجها إذا كانت بالغة مسلمة الحداد)

والحكم يدور على العلة دون الحكمة (العناية شرح الهداية، ج٤ص٣٤٢، كتاب الطلاق، باب العدة ، فصل فى الحداد)

وعدم الحكمة لا يوجب عدم الحكم ووجود العلة أوجب وجود الحكم (اصول البزدوى، ص٣٧٥)

Idara Ghufran

اور یہ بات ظاہر ہے کہ انجکشن یا ٹیکے کے ذریعے سے جو غذا یا دوا، جسم کے اندر پہنچائی جاتی ہے، وہ منہ کے فطری غذائی راستے سے نہیں پہنچتی، بلکہ سوئی سے سوراخ کرکے اندر پہنچائی جاتی ہے، اب اگر سوئی کے ذریعے سے ہونے والے سوراخ کو زخم سے ہونے والے سوارخ کی حیثیت دی جائے، تو اس کا حکم زخم کے سوراخ سے دوا اندر پہنچنے کا ہوگا، اور جو حضرات اس طرح کے زخم کے سوراخ سے دوا اندر پہنچنے پر روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں، وہ اس کو روزہ فاسد ہونے کا حکم دیں گے، لیکن جو حضرات، اس کو مسامات کے ذریعے سے پہنچنے کی حیثیت دیتے ہیں، ان کے نزدیک اس کی حیثیت ایسی ہی ہوگی، جیسا کہ وضو اور غسل کے دوران مسامات کے ذریعے سے پانی پہنچنا، یا آنکھوں کے مسامات سے سرمہ پہنچنا، یا ناف کے ذریعے پیٹ میں کوئی چیز یعنی پانی، دوا، یا تیل وغیرہ پہنچنا۔

اور ہم شرعی وفقہی دلائل کے پیشِ نظر اسی آخری رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔

لہٰذا ہمارے نزدیک راجح یہی ہے کہ کسی قسم کا انجکشن، یا ٹیکہ لگوانے، اور خون یا گلوکوز چڑھوانے سے، روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ وہ رگ کے ذریعہ سے ہو، یا گوشت وپٹھے کے ذریعہ سے۔

البتہ بغیر ضرورت ومجبوری کے روزہ کی حالت میں گلوکوز یا خون چڑھوانا، یا طاقت کا انجکشن لگوانا، اس لیے مکروہ ہے کہ اس کی وجہ سے روزہ کی ایک حکمت یعنی بھوک اور پیاس کو برداشت کرنا متاثر ہوتی ہے۔

اور یہ بات پہلے ذکر کی جاچکی ہے کہ روزہ جہاں عبادت ہے، وہاں اس سے یہ بھی مقصود ہے کہ روزہ کی حالت میں بھوکا پیاسا رہ کر نفس پر قابو حاصل ہو اور تقویٰ حاصل ہونے میں مدد ملے، اور روزہ کی معمول والی بھوک، پیاس کو طاقت کی ڈرپ یا ٹیکہ سے ختم کردیا جائے، تو روزہ کی حکمت متاثر ہوجاتی ہے، لہٰذا عام حالات میں صرف طاقت حاصل کرنے اور معمولی کمزوری (جو عموماً روزہ سے محسوس ہوتی ہے) دور کرنے کے لئے ٹیکہ یا ڈرپ لگوانے کو مکروہ

تو قرار دیا جائے گا، لیکن روزے کو فاسد ہونے کا سبب قرار نہیں دیا جائے گا، البتہ مخصوص حالات یا غیر معمولی کمزوری میں چونکہ عذر ہوتا ہے، اور شریعت، عذر کی صورت میں اس قسم کی کراہت کا حکم نہیں لگاتی، اس لیے اس صورت میں مکروہ ہونے کا حکم بھی نہ لگایا جائے گا۔

اور جو حضرات طاقت کے ٹیکہ یا ڈرپ لگوانے کو روزہ کے لئے اس بناء پر مفسد قرار دیتے ہیں کہ اس سے بھوک، پیاس متاثر ہو جاتی ہے، تو ہمیں یہ بات راجح معلوم نہیں ہوئی، کیونکہ بھوک اور پیاس روزہ کی علت نہیں، بلکہ حکمت ہے، اور حکمت پر حکم کا دارومدار نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی شخص کو روزہ رکھنے کے بعد بالکل بھوک اور پیاس نہ لگے، تب بھی اس کا روزہ درست ہو جاتا ہے، اور اس کے برعکس اگر کوئی روزہ کی نیت کے بغیر لمبے وقت تک بھوکا پیاسا رہے، اور خوب بھوک اور پیاس برداشت کرے، تب بھی اس کا روزہ درست نہیں ہوتا۔

چنانچہ ''جدہ فقہ اکیڈمی'' نے بھی اپنی ایک قرارداد میں یہی فیصلہ کیا ہے۔ [1]

اور برصغیر کے بہت سے محققین کی بھی یہی رائے ہے، اگرچہ بعض حضرات کی رائے، انجکشن یا ٹیکے کے ذریعے سے، یا مخصوص ٹیکے وغیرہ سے، روزہ فاسد ہونے کی ہے۔

---

[1] بعد اطلاعه على البحوث المقدمة فى موضوع المفطرات فى مجال التداوى، والدراسات والبحوث والتوصيات الصادرة عن الندوة الفقهية الطبية التاسعة التى عقدتها المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، بالتعاون مع المجمع وجهات أخرى، فى الدار البيضاء بالمملكة المغربية، فى الفترة من ۹إلى ۱۲ صفر ۱۴۱۸ھ (الموافق ۱۴۔۱۷ یونیو ۱۹۹۷م) ، واستماعه للمناقشات التى دارت حول الموضوع بمشاركة الفقهاء والأطباء ، والنظر فى الأدلة من الكتاب والسنة، وفى كلام الفقهاء .قرر ما يلى:أولاً :الأمور الآتية لا تعتبر من المفطرات:..........

(۸)الحقن العلاجية الجلدية أو العضلية أو الوريدية، باستثناء السوائل والحقن المغذية......

(۱۰)غازات التخدير (البنج) ما لم يعط المريض سوائل (محاليل) مغذية.

(۱۱)ما يدخل الجسم امتصاصاً من الجلد؛ كالدهونات والمراهم واللصقات العلاجية الجلدية المحملة بالمواد الدوائية أو الكيميائية.

(۱۲)إدخال قثطرة (أنبوب دقيق) فى الشرايين لتصوير أو علاج أوعية القلب أو غيره من الأعضاء .

(۱۳)إدخال منظار من خلال جدار البطن لفحص الأحشاء أو إجراء عملية جراحية عليها.

(۱۴)أخذ عينات (خزعات) من الكبد أو غيره من الأعضاء ، ما لم تكن مصحوبة بإعطاء محاليل.

(مجلة مجمع الفقه الإسلامى،ج۱۰ ص ۹۱۶، مقالة :المفطرات)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے امداد الفتاویٰ میں روزے میں انجکشن لگوانے کے ایک سوال کے جواب میں ہے کہ:

ڈاکٹروں سے تحقیق کرنے سے، نیز تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انجکشن کے ذریعہ دوا جوفِ عروق میں پہنچائی جاتی ہے، اور خون کے ساتھ شرائین یا اَوردہ میں اس کا سریان ہوتا ہے، جوفِ دماغ یا جوفِ بطن میں دوا نہیں پہنچتی، اور فسادِ صوم کے لئے مفطر کا جوفِ دماغ یا جوفِ بطن میں پہنچنا ضروری ہے، مطلقاً کسی عضو کے جوف میں یا عروق (شرائین واوردہ) کے جوف میں پہنچنا مفسدِ صوم نہیں، لہٰذا انجکشن کے ذریعہ سے جو دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے، مفسدِ صوم نہیں، فقہاء کی عبارتیں دو طرح پر تقریباً، بلکہ حقیقتاً اس دعوے کی تصریح کرتی ہیں۔

اول تو یہ کہ فقہاء نے زخم پر دوا ڈالنے کو مطلقاً مفسد نہیں فرمایا، بلکہ جائفہ یا آمہ کی قید لگائی ہے، کیونکہ انہیں دو قسم کے زخموں سے دوا جوفِ دماغ یا جوفِ بطن کے اندر پہنچتی ہے، ورنہ جوفِ عروق کے اندر تو دوسری قسم کے زخموں سے بھی دوا پہنچ جاتی ہے۔ [1]

دوسرے بہت سی جزئیاتِ فقہیہ، مسلّماتِ فقہاء میں سے ایسی ہیں، جن میں دوا وغیرہ مطلقاً جوفِ بدن میں تو پہنچ گئی، لیکن چونکہ جوفِ دماغ یا جوفِ بطن میں نہیں پہنچی، اس لئے اس کو مفطر و مفسدِ صوم نہیں قرار دیا، جیسے مرد کی پیشاب گاہ کے اندر دوا یا تیل وغیرہ چڑھانے سے باتفاقِ ائمہ ثلاثہ روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

كما صرح به الشامي: حيث قال وأفاد أنه لوبقي في قصبة الذكر لا يفسد إتفاقا ولا شك في ذلك (شامی ۲/۱۰۳)

و مثله في الخلاصة / ۱ ۲۵۳ . نقلا عن أبي بكر البلخي.

---

[1] اور مذکورہ فقہائے کرام کے نزدیک "آمۃ" و "جائفۃ" کا تعلق "معدہ" سے ہے، جہاں غذا موجود ہوتی ہے، جس کی تفصیل و تحقیق کا یہ موقع نہیں۔ محمد رضوان۔

اگر دوا، مثانہ تک پہنچ جائے، تب بھی امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک مفسدِ صوم نہیں، امام ابو یوسف جو مثانہ میں پہنچ جائے، اس کو مفسد قرار دیتے ہیں، وہ بھی اس بنا پر کہ ان کو یہ معلوم ہوا کہ مثانہ اور معدہ کے درمیان منفذ ہے، جس سے دوا معدہ میں پہنچ جاتی ہے، ورنہ نفسِ مثانہ میں پہنچنے کو وہ بھی مفسد نہیں فرماتے۔

اسی لئے صاحب ہدایہ نے اس اختلاف کے متعلق فرمایا ہے:

فکأنه وقع عند أبی یوسف ان بینه وبین الجوف منفذا ولهذا یخرج منه البول ووقع عند أبی حنفیة أن المثانة بینهما حائل والبول یترشح منه وهذا لیس من باب الفقة.

محقق ابنِ ہمام اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

یفید أنه لا خلاف لو اتفقوا علی تشریح هذا العضو فإن قول أبی یوسف بالإفساد إنما هو علی بناء قیام المنفذ بین المثانة والجوف (الیٰ قوله) قال فی شرح الکنز وبعضهم جعل المثانة نفسها جوفاً عندأبی یوسف وحکی بعضهم الخلاف مادام فی قصبة الذکر ولیسا بشئی انتهی.

الغرض اسی طرح اگر کان میں پانی ڈالے، تو روزہ فاسد نہیں ہوتا، **کما صرح به فی الدرالمختار والخلاصة**، حالانکہ کان بھی ایک جوف ہے۔

اسی طرح اگر کوئی انگور وغیرہ کو ایک دھاگے میں باندھ کر نگل جائے، اور پھر معدہ میں پہنچنے سے پہلے کھینچنے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

کما قال فی الخلاصة: وعلی هذا لوابتلع عنبا مر بوطا بخیط ثم أخرجه لا تفسد صومه خلاصه/ ۱ ۲۶۱ .

ومثله فی العالمگیریة مطبوعة الهند، ص: ۲۰۲ .

ولفظه ومن ابتلع لحما مربوطًا علی خیط ثم انتزعه من ساعته لایفسد وإن ترکه فسد کذا فی البدائع.

اگر مطلق جوفِ بدن میں کسی شے کا پہنچنا مفسد ہوتا، تو خود پیشاب گاہ بھی ایک جوف ہے، اور مثانہ تو بدرجہ اولیٰ جوف ہے، کان اور حلق بھی جوف ہیں، ان میں پہنچنا بلا خلاف مفسدِ صوم ہوتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مطلقاً جوفِ بدن میں مفطر چیزوں کا پہنچنا مفطرِ صوم نہیں، بلکہ خاص جوفِ دماغ اور جوفِ بطن میں مراد ہیں (یعنی ان دو مقامات میں پہنچنا مفطرِ صوم ہے) بلکہ جوفِ دماغ بھی اس میں اصل نہیں، وہ بھی اس وجہ سے لیا گیا ہے کہ جوفِ دماغ میں پہنچنے کے بعد بذریعہ منفذ، جوفِ معدہ میں پہنچ جانا، عادتِ اکثر یہ ہے، جیسا کہ صاحب بحر کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے۔

قال فی البحر: والتحقیق أن بین جوف الرأس وجوف المعدة منفذا أصلیا فما وصل إلیٰ جوف الرأس وصل إلیٰ جوف البطن من الشامی ۲/۱۰۶.

اس عبارت میں اس مقصد کی بالکل تصریح ہوگئی کہ جوف سے مراد صرف جوفِ بطن ہے، اور جوفِ دماغ سے چونکہ جوفِ بطن میں پہنچنا لازمی ہے، اس لئے اس میں پہنچنے کو بھی تبعاً **لجوف المعدة** مفسد قرار دیا ہے۔[1]

اسی طرح حقنہ وغیرہ کو تبعاً **لجوف المعدة** مفسد کہا گیا ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

أما الحقنة والوجور فلانه وصل إلی الجوف مافیه صلاح البدن وفی القطور والسعوط لأنه وصل إلی الراس ما فیه صلاح البدن.

---

[1] تاہم اگر طبی یقینی تحقیق سے اس کے برخلاف یہ ثابت ہو کہ دماغ سے بطن کی طرف پہنچنے کی صورت نہیں، تو پھر اس میں بھی اختلاف کی گنجائش نکلے گی۔ محمد رضوان۔

Idara Ghufran

اس عبارت سے بھی یہ ہی معلوم ہوا کہ جس جوف میں پہنچنا مفسدِ صوم ہے، وہ جوفِ معدہ اور جوفِ دماغ ہے، مطلقاً جوف مراد نہیں۔

اور خلاصۃ الفتاویٰ کی عبارت اس مضمون کے لئے بالکل نص صریح ہے۔

وهى هذا وما وصل إلى جوف الرأس والبطن من الأذن والأنف والدبر فهو مفطر بالإجماع وفيه القضاء هى مسائل الإفطار فى الأذن والسعوط والوجور والحقنة وكذا من الجائفة والاٰمة عند أبى حنيفة .

اسی طرح عالمگیری کے الفاظ بھی اس کے قریب ہیں:

وفى دواء الجائفة والاٰمة أكثر المشائخ علىٰ أن العبرة للوصول إلى الجوف والدماغ. عالمگيريه مطبوعة الهند ۲۰۲/ ۱

اور بدائع کی عبارت ان سب سے زیادہ اس مضمون کے لئے اصرح واوضح (یعنی بہت زیادہ صریح اور بہت زیادہ واضح) ہے:

وهذا وما وصل إلى الجوف أو الدماغ من المخارق الأصلية كالأنف والأذن والدبر بأن استعط أو احتقن أو أقطر فى أذنه فوصل إلى الجوف أو إلى الدماغ فسد صومه وأما ما إذا وصل إلى الجوف أو الىٰ الدماغ من غير المخارق الأصليه بأن داوىٰ الجائفة والاٰمة فإن داواها بدواء يابس لا يفسد لأنه لم يصل إلى الجوف ولا إلىٰ الدماغ ولوعلم أنه وصل يفسد فى قول أبى حنيفة بدائع .۹۳/ ۱

هذا واللّٰه سبحانه وتعالىٰ اعلم بالصواب وإليه المتاب فى كل باب.

کتبہ الاحقر محمد شفیع غفرلہٗ، خادم دارالافتاء دیوبند

۱۱؍ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

الجواب صحیح و هو رائی منذ برهة من الزمان.

اشرف علی

۱۵؍ربیع الاول ۱۳۵۰ھ (النور، ص: ۷، رمضان ۱۳۵۰ھ)

(امداد الفتاویٰ، ج ۲ ص ۱۷۵ تا ۱۷۷، کتاب الصوم والاعتکاف، بعنوان: انجکشن مفطر صوم ہے یا نہیں، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی، طبع: جولائی 2010ء)

امدادُ الفتاویٰ میں ایک اور سوال و جواب درجِ ذیل ہے:

سوال: میں نے آج اخی المکرّم جناب ڈاکٹر صاحب سے انجکشن کے مفسدِ صوم ہونے کے بارہ میں گفتگو کی، ڈاکٹر صاحب نے یہ فرمایا کہ وہ تمام اشیاء جو جسم میں مالش سے جذب ہوتی ہیں، وہ ضرور بتدریج جوف میں پہنچتی ہیں، چنانچہ ایک دوا ''فیلپا'' کے لئے ران میں باندھ دی جاتی ہے، اور جب وہ بتدریج مسامات کے ذریعہ سے جذب ہو کر جوفِ معدہ میں پہنچ جاتی ہے، تو اس سے بہت قے آتی ہے۔

اسی طرح انجکشن کا بھی حال ہے کہ وہ بھی بالضرور جوف میں پہنچتا ہے، چنانچہ مارفیا (افیون) مقئی ہے، تو اس کا انجکشن بھی مقئی ہے، معدہ میں ریاح بھر جاتے ہیں، اور جب وہ خارج نہیں ہوتے، تو ان کے دفع کیلئے بازو میں انجکشن لگا کے انھیں دفع کر دیا جاتا ہے؟

الجواب: مطلقاً پہنچنا مفسدِ صوم نہیں، بلکہ جب منفذ سے پہنچے، اور مسام سے پہنچنا مفسد نہیں۔

ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ (النور، ص: ۸، شعبان ۱۳۵۱ھ)

(امداد الفتاویٰ، ج۲ص ۱۷۷، ۱۷۸، کتاب الصوم والاعتکاف، بعنوان: انجکشن مفطر صوم ہے یا نہیں، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم کراچی، طبع: جولائی 2010ء)

مذکورہ اور اس جیسے فتاویٰ میں انجکشن کے ذریعے سے دوا پہنچنے کو مسامات کے ذریعے پہنچنا قرار دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ روزہ کے فاسد ہونے کا سبب نہیں۔

فتاویٰ دارُ العلوم دیوبند میں ایک سوال وجواب درجِ ذیل ہے:

(سوال) اگر حالتِ روزہ میں ٹیکہ لگایا جاوے جو کہ اکثر ملازمینِ سرکار کے بازو میں یا کسی اور جگہ بدن پر لگایا جاتا ہے، اور چونکہ نشتر ٹیکہ لگانے والے میں زہر لگا ہوا ہوتا ہے، بدن میں زہر کا اثر ہو کر تپ (یعنی بخار) ہوتا، اور تمام بدن بے کار ہو جاتا ہے، آیا روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

(جواب) اس کا روزہ ہو جاتا ہے، فاسد نہیں ہوتا (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ج۶ص ۲۵۸، کتاب الصوم، چوتھا باب: وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، بعنوان: ٹیکہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، مطبوعہ: دار الاشاعت، کراچی، طباعت: ستمبر 2002ء)

اس فتوے سے بھی معلوم ہوا کہ ٹیکہ لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، اور اس کی وجہ اس سے پہلے فتاویٰ میں گزر چکی ہے۔

آخر میں یہ ملحوظ رہنا بھی ضروری ہے کہ موجودہ، یا قریبی زمانے کے بعض اہلِ علم حضرات کی رائے مذکورہ فتاویٰ کے برعکس یہ ہے کہ روزے کی حالت میں انجکشن یا ٹیکہ لگوانے، یا مخصوص ٹیکے، مثلاً جو رگ میں یا پیٹ کے اندر لگایا جائے، اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، پس اگر کوئی شخص ان اہلِ علم حضرات کی رائے پر عمل کرتے ہوئے، روزے کی حالت میں انجکشن یا ٹیکہ لگوانے یا مخصوص قسم کا ٹیکہ لگوانے سے اجتناب کرے، تو اچھی بات ہے، اور اگر کوئی روزے کی حالت میں انجکشن، یا ٹیکہ لگوالے، پھر ان حضرات کی رائے کے مطابق بعد میں اس روزے کی قضا بھی کر لے، تو بھی گناہ نہیں، اگر پہلا درست ہو گیا تھا، تو یہ روزہ نفل شمار

ہو جائے گا۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ بات ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ محققین کے ایک بڑے طبقے کی رائے کے مطابق کسی قسم کا انجکشن، یا ٹیکہ اور ڈریپ لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، اور ان حضرات کے شرعی وفقہی دلائل بھی بے بنیاد نہیں ہیں، بلکہ ان کے دلائل کی بھی شرعی وفقہی بنیاد موجود ہے، جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، اس لیے اگر کوئی شخص ان محققین حضرات کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے روزے کی حالت میں انجکشن، یا ٹیکہ لگوالے، اور اس روزے کو درست سمجھے، اور پھر بعد میں اس روزے کی قضا بھی نہ کرے، تو بھی کوئی گناہ اور حرج کی بات نہیں، اور اس پر نکیر کرنا، اور اس کے روزے کے فاسد ہونے پر اصرار کرنا بھی درست نہیں۔

تاہم اختلاف سے بچنے اور مزید براں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ جب تک کوئی عذر نہ ہو، تو روزے کے حالت میں کسی قسم کا انجکشن، یا ٹیکہ لگوانے سے اجتناب کیا جائے، لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ ایسا کرنا ضروری نہیں، کیونکہ ہمارے نزدیک راجح یہی ہے کہ کسی قسم کا انجکشن، یا ٹیکہ لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

فقط

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ أتم و أحکم

محمد رضوان

06/ ذوالقعدۃ/ 1440ھجری۔ بمطابق 10/ جولائی/ 2019ء بروز بدھ

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran